ہیں جنہم ابوداؤد میں ہے۔ عن ابی اسید الساعدی قال بینما نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ جاءہ رجل من بنی سلمۃ فقال یارسول اللہ ھل بقی من برابوی شیئ ابرھما بعد موتھما قال نعم الصلوۃ علیہما والاستغفار لہما وانفاذ عہدھما من بعدھما وصلۃ الرحم التی لا توصل الا بھما واکرام صدیقھما۔ ابواسید ساعدی نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ ایک آدمی بنی سلمہ سے آیا اور پوچھا کہ اے رسول اللہ کیا والدین کے مرنے کے بعد کوئی بات باقی رہی ہے جو ان کے ساتھ نیکی ہو آپ نے فرمایا ہاں ان کے لئے دعا و استغفار ان کے بعد ان کے عہد کو پورا کرنا ان کے رشتہ داروں سے صلہ رحم انکے دوستوں سے اکرام، ایک حدیث میں ہے الجنۃ تحت اقدام امھاتکم تمہاری ماؤں کے پاؤں کے نیچے جنت ہے ایسی حدیثیں بھی موجود ہیں جن میں لوگوں کو صرف خدمت والدین کی وجہ سے جہاد جیسے فرض سے روکدیا غرضکہ والدین کی وہ تعظیم وتکریم بتائی گئی جو خدا کے بعد کسی کی نہیں۔

بڑے بھائی کا حق باپ کا سا ہے

اس کے بعد آپ اس حدیث کو ملاحظہ فرمایئے جو ابوداؤد میں ہے حق کبیر الاخوۃ علی صغیرھم کحق الوالد علی الولد بڑے بھائی کا چھوٹے بھائی پر ایسا ہی حق ہے جیسا کہ باپ کا بیٹے پر اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بڑے بھائی کی وہی توقیر ہے جو باپ کی ہے اب نتیجہ یہ نکلا کہ آنحضرت کی بھی تعظیم انتہائی تعظیم چاہیئے نہ ایسی کہ خدا کے برابر کردیا جائے آپ لوگ ناحق مولانا کی جانب سوء ظن کرتے ہیں انکا مقصد تو جاہلوں کو سمجھانا تھا کہ جس طرح تم باپ یا بڑے بھائی کی توقیر و تعظیم کرتے ہو اسی طرح آنحضرتؐ کے ساتھ ہر وقت ادب تہذیب لحاظ برتو۔ محبت والفت رکھو مولانا کا وہ مطلب نہ تھا جو آپ نے عمداً ظاہر کیا ہے انکا تو وہی مطلب تھا جو اُن کی اس عبارت سے ظاہر ہے "ان کی تعظیم انسانوں کی سی کرنا چاہیئے نہ کہ خدا کی سی" اور یہی دکھتی رگ ہے اس لئے کہ انسان کہدیا اور انسانوں کی سی تعظیم کی ہدایت کی آپ کے نزدیک تو جو کوئی رسول اللہ کو خدا سے بڑھادے ورنہ بدرجہ مجبوری خدا کہدے صرف وہ ایک شخص مسلمان ہے اور پکا مسلمان۔ خدارا انصاف سے بتلایئے کہ جو جاہل خدا اور رسول کو نہیں جانتے ادب تمیز تہذیب کو نہیں پہچانتے تو ان لوگوں کے سمجھانے کیلئے بھائی سے زیادہ بہتر اور مناسب کونسی مثال ہوسکتی ہے ؎

مسلمانو! ذرا انصاف سے کہیو خدا لگتی ✣ تمہیں اس بت کی ہے تقصیر یا میری خطا لگتی

یہ جاہل جب لاجواب ہوتے ہیں تو کہدیتے ہیں آنحضرتؐ کا بھائی کہنا آپ کی کسر نفسی تھی جواب یہ ہے کہ خود کہنا کسر نفسی تھی تو اور مسلمانوں کے بھائی کہنے میں توہین کیوں نہ ہوئی اس کا کیوں اقرار فرمایا اگر وہ بھی کسر نفسی تھی تو جواب وہی ہے کہ آیا بات سچ تھی تو بھائی کہنا اور کہلوانا درست اور جھوٹ تھی تو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا ہونا تسلیم کرلیا نعوذ باللہ اے بندگان خدا وہاں تو جو بات تھی وہ سچی اور واقعی تھی نہ کبھی خلاف واقع کسر نفسی تھی تعلی یہ جاہل ایک اور بات کہا کرتے ہیں وہ یہ کہ حدیث میں تو بھائی آیا ہے مولانا نے بڑا بھائی کیوں لکھا جواب یہ ہے کہ مولانا نے ترجمہ حدیث میں بھائی ہی لکھا ہے اور فائدہ میں بڑا بھائی لکھا ہے جس کی خاص وجہ یہ ہے کہ اگر چھوٹا لکھتے تو نقص ہوتا اور صرف بھائی پر تو آپ نے شور مچادیا اس وجہ سے بھائی بھی نہیں لکھا بلکہ حفظ مراتب کی وجہ سے بڑا لکھا لیکن ؎

ہنر بچشم عدواں بزرگتر عیب است ✣ گل است سعدی و در چشم دشمناں خار است

بڑے بھائی کی مثال پربھی غریب کے منہ آگئے حالانکہ انھوں نے خود لکھدیا ہے "اللہ نے ان کو بڑائی دی ہے وہ بڑے بھائی ہوئے" اور بڑائی تو ظاہر ہے کہ اللہ کے رسولؐ تھے۔ دوئم یہ کہ ابوداؤد و ترمذی میں ہے کہ حضرت عمرؓ کہتے ہیں اجازت دی مجھکو عمرے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا اشرکنا یا اُخیّ فی دعائك ولا تنسنا. ہم کو بھی شریک کرنا اے چھوٹے بھائی اپنی دعاءیں اور نہ بھولنا ہمکو۔ اس حدیث میں لفظ اُخیّ تصغیر ہے جس کے معنی چھوٹے بھائی ہوئے پس جبکہ خود آنحضرتؐ نے حضرت عمرؓ کو چھوٹا بھائی کہا تو آپ بڑے بھائی ہوئے۔ بعض جاہل جب لاجواب ہوتے ہیں تو یہ فقرہ چست کردیتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھائی ہوئے تو ازواج مطہرات کو بھاوج بھی کہیئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون زمانہ جہالت سے بھر گیا علما اٹھ گئے کوئی ان بدبختوں سے پوچھے کہ تم خو ازواج مطہرات کو امہات المومنین تسلیم کرتے ہو تو کیا تمہارا دادا پردادا ہو یا پوت ہو بھی کہہ سکتا ہے نعوذ باللہ من الجہل والضلالۃ لے اللہ ان بدزبانوں کے منہ میں لگام لگا اور ان گمراہوں کو ہدایت فرما۔ کوئی ان جہلا سے پوچھے کہ تم ازواج مطہرات کو امہات المومنین تسلیم کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا باپ کب کہتے ہو جو ہم ازواج مطہرات کو بھاوج کہیں۔

عجز اور چمار | ایک یہ بات بھی کہی جاتی ہے کہ اس عبارت میں تمام انبیاء کو بندے عاجز کہا ہے اسی طرح ایک جگہ لکھا ہے "اللہ کی بہت بڑی شان ہے کہ سب انبیاء و اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں اور ایک جگہ لکھا ہے۔ اور یہ یقین جان لینا چاہیئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ کہیں مولوی صاحب نے کسی نبی یا رسولؐ کا نام نہیں لیا آپ کیوں اضافہ کررہے ہیں۔ دوئم آپ کو آپ کے مذہب کے مطابق اس قول کی تاویل کرنا چاہیئے ورنہ آپ ان بعض الظن اثم (بعض گمان گناہ ہے) کے مرتکب اور گنہگار ہوتے ہیں سوم مولوی صاحب کا یہ فقرہ بڑی سی بڑی مخلوق اس کا کیا مطلب ہے اگر بڑائی بلحاظ جسم و جثہ ہے تو بے جانوں میں پہاڑ دریا زمین و آسمان ہیں اور جانداروں میں ہاتھی اونٹ اگر انسان مراد لئے جائیں تو وہ جاہل جو کالی بھوانی شیخ سدو کو پوجنے والے ہیں احکام شرع سے بے خبر ہیں ان کے نزدیک سب سے بڑے راجہ مہاراجہ نواب بادشاہ ہیں اور یہی مراد ہیں یہاں بڑی سے بڑی مخلوق سے اور بعض جاہل میاں کا بکرا، بی بی کی صحنک کرنیوالے ان کے نزدیک شیخ سدو زین خان کالے پیر لال گرو۔ بھوانی، نوناچاری میر صاحب بھوت چڑیل سب سے بڑے ہیں ان لوگوں کے سمجھانے کو لکھا گیا ہے کہ تم جو اپنے پیر گرو کو سب سے بڑا جانتے ہو یہ لوگ شرعًا اللہ پاک کے مقابلہ میں ہیچ ہیں پھر وہ لوگ جو پیر و پیمبر کی شان میں مبالغہ کرکے خدا سے زائد یا برابر کردیتے ہیں زمینوں آسمانوں میں انکو متصرف جانتے ہیں اس مثال میں داخل ہوسکتے ہیں اب رہے وہ لوگ جو شرع سے واقف ہیں اللہ ہی کو قادر مطلق معبود برحق انبیاء کو بندہ بشر احکام خداوندی میں غیر دخیل و متصرف جانتے ہیں وہ لوگ نہ اس کے مخاطب نہ انکے سمجھانے کو یہ لکھا گیا۔ چہارم جو مطلب کہ آپ سمجھ رہے ہیں وہ عبارت مولوی صاحب سے نہیں پیدا ہوتا اسلئے کہ عبارت میں لفظ روبرو اور شان کے آگے ہیں ان دونوں کا صرف یہی مطلب ہوسکتا ہے کہ خدا کے مقابلہ میں ان کی کوئی وقعت نہیں ہاں اگر یہ لفظ ہوتے "خدا کے نزدیک" تو آپ کا مطلب درست ہوتا۔

مقام عبدیت | پنجم یہ کہ عبد و معبود کے اندر جو نسبت ہے اس کے تین درجے ہیں پہلا مقام عبدیت۔ اور وہ بمقابلہ معبود برحق

اپنی عبدیت کا اعتراف ہے تو ہمیشہ مقام عبدیت میں کہنا پڑیگا کہ ہم تیرے ذلیل بندے ہیں ہم ہیچ ہیں ہم ذرہ سی برابری کرنے کے لائق نہیں تو اگر چاہے تو ابھی ہمیں اور سارے زمین وآسمان کو نیست ونابود کردے تیری قدرت میں ہے کہ ایک ذرہ کو آسمان بنادے تو اگر چاہے تو بڑے سے بڑے عزت دار کو انتہائی ذلیل کردے تیری قدرت میں ہے کہ ذلیل سے ذلیل کو سب سے بڑا عزت دار کردے تو اگر سارے جہان کو جنت دیدے تو تیری رحمت ہے تو اگر ساری دنیا کو دوزخ میں جھونکدے تو تو ظالم نہیں۔ تو نے بالکل سچ فرمایا ہے وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى اگر اللہ لوگوں سے ان کے ظلموں پر مواخذہ کرے تو زمین پر کوئی چلنے والا باقی نہ رہے لیکن اللہ ڈھیل دیتا ہے وقت مقررہ تک۔

مقام رسالت دوسرا مقام رسالت ہے۔ جب مقام رسالت کی گفتگو ہوگی تو کہنا پڑیگا کہ اللہ بزرگ وبرتر کے بعد سارے ذی روح وغیر ذی روح سے بڑھکر سب سے اعلیٰ سب سے افضل سب سے بہتر سب سے برتر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپ اولاد آدم کے سردار ہیں آپ اول شافع اول مُشَفَّع ہیں آپ کے پاس لواء حمد ہوگا آپ کو شفاعت کی اجازت دی جائے گی آپ شفاعت کریں گے آپ رحمۃ للعالمین ہیں۔ آپ ہی کی نسبت بالکل بجا ودرست کہا گیا ہے ع

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ آپ کا نام سنکر آپ پر درود پڑھنا فرض ہے اسی نسبت کا نام نسبت امت برسالت ہے اب اسی رسالت میں ایک دوسری نسبت ہے اور وہ وہی نسبت عبدیت یا معبودیت ہے جو اوپر گزری تو جب اس مقام یعنی نسبت عبدیت کی گفتگو ہوگی تو وہی کہنا پڑیگا جو نسبت عبدیت میں کہا گیا۔

مقام صمدیت واحدیت تیسری نسبت معبودیت ہے یہ وہ ہے جو اللہ پاک کو اپنے بندوں کے ساتھ ہے اور یہی مقام توحید ہے جب اس مقام توحید کی گفتگو ہوگی تو کہنا پڑیگا کہ تو احد وصمد ہے تیرا کوئی مثل ونظیر نہیں تیرا کوئی شریک نہیں کوئی تیرے برابر نہیں تیرا کوئی مددومعاون نہیں تو کسی کا محتاج نہیں تو ازلی ابدی سرمدی ہے تو عالم غیب ہے خالق ہے قادر ہے سارے جہان زمین وآسمان تو نے بنائے جب چاہے فنا کردے تو جب چاہے بڑی سے بڑی مخلوق کو چارہ زار ذلیل کردے تو نے بالکل درست فرمایا ہے وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا۔ (بنی اسرائیل) اگر ہم چاہیں تو جو ہم تجھپر وحی بھیجتے ہیں اسکو بند کردیں پھر تو کسی کو ہمارے پاس وکیل بھی نہ لاسکے تو جس وقت چاہے بڑی سے بڑی مخلوق کو نیست ونابود کردے۔ تو نے ہی فرمایا ہے اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ (ابراہیم) اگر چاہے تو سب کو مٹادے اور نئی مخلوق پیدا کردے تو جب بھی چاہے اس کے مثل اس سے بہتر اور دوسرا پیدا کردے تیرا ہی ارشاد ہے اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰى وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ (سورہ یٰس) کیا جس نے زمینوں اور آسمانوں کو پیدا کیا ہے وہ اس پر قادر نہیں کہ ان جیسا اور پیدا کردے بیشک وہ قادر ہے اور وہی پیدا کرنیوالا جاننے والا ہے تو قوی ہے تیرے سب ضعیف بندے ہیں تیرے سامنے سب لاچار مجبور بے بس ہیں تجھکو کچھ پرواہ نہیں تو نے جسے چاہا رسول بنادیا تو جب چاہتا نبی کو نبوت سے معزول کردیتا تو جب چاہتا ذلیل کردیتا تو اب اور قیامت میں جسکو چاہے ذلیل کردے تو جسکو چاہے بخشدے تو جس کو چاہے

دوزخ میں جھونک دے۔ مسند احمد و ابن ماجہ و ابو داؤد میں ہے لو ان اللہ عز وجل عذب اھل سماواتہ و اھل ارضہ عذبھم وھو غیر ظالم لھم اگر اللہ تمام زمین و آسمان والوں کو عذاب دے تو ظالم نہیں۔ غرضکہ یہ تمام مقام توحید کی گفتگو ہے۔

فنافی الشیخ و فنافی الرسول

آپ کو نہیں معلوم فنا فی الشیخ فنا فی الرسول فنا فی اللہ صوفیہ میں جو تین درجے ہیں ان کا یہ قاعدہ ہے کہ جب کوئی شخص فنا فی الشیخ میں پہنچتا ہے تو اس وقت یہ خیال کرنا پڑتا ہے کہ میں مرگیا اور خاک ہو گیا زمین و آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ان کے اجزا بھی فنا ہو گئے غرضکہ تمام محسوسات و موجودات فنا ہو کر اب نہ کوئی خالق رہا نہ مخلوق صرف ایک ذات شیخ باقی ہے پھر اس خیال کو ترقی دیکر درجات عین الیقین تک پہنچایا جاتا ہے غرضکہ سب کو فنا کرکے صرف ذات شیخ کو باقی رکھا جاتا ہے تو کیا کبھی آپ نے یہ خیال کیا ہے کہ اس سب کے اندر ذات پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی فنا کر دیا گیا کبھی آپ نے ان صوفیوں پر بھی اعتراض کئے ہیں اگر کئے ہیں تو کب اور انکا کیا ثبوت ہے اور اگر نہیں اور واقعی نہیں تو کیوں؟ پھر اسی طرح فنا فی الرسول میں ذات شیخ اور ذات باری تعالی کو فنا کیا جاتا ہے کیا کبھی ان لوگوں پر آپ اعتراض کرتے ہیں کیا کبھی آپ نے ذات باری کو فنا ماننے والوں پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے اگر لگایا ہے تو کب اور اس کا کیا ثبوت ہے اور اگر نہیں تو کیوں؟ کیا محض اسوجہ سے کہ آپ بھی اسی خیال اور اسی عقیدہ کے ہیں کیا صرف اسی وجہ سے کہ آپ بھی ایسا ہی کرتے ہیں کیا محض اس وجہ سے کہ وہ آپ کے ہم مذہب ہیں اور مولوی اسمٰعیل صاحب پر محض اسوجہ سے اعتراض ہے کہ وہ احکام قرآن و حدیث کو لوگوں تک پہنچاتے اور کفریات بکنے والوں کے ڈھول کا پول کھولتے ہیں افسوس کہ مولوی صاحب کی جو گفتگو تھی وہ مقام توحید کی تھی مگر آپ اسے نہیں سمجھے سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجاست ٭

شیخ شہاب الدین سہروردی اور شاہ نظام الدینؒ اولیا نے تمام انبیاء کو مینگنی کے برابر کر دیا

اسی طرح وہ حدیث ہے جسکو شیخ شہاب الدین سہروردیؒ عوارف المعارف میں لائے ہیں لا یکمل ایمان المرء حتی یکون الناس عندہ کالاباعر کسی آدمی کا ایمان پورا نہیں ہوتا جب تک تمام آدمی اس کے نزدیک مینگنیوں کی مثل نہ ہوں حضرت نظام الدینؒ اولیاء نے فوائد الفواد میں لکھا ہے اعتماد برحق باید کرد و نظر برہیچ کس نباید داشت۔ حق پر بھروسہ کرنا چاہئے اور کسی پر نظر نہ کرنا چاہئے پھر لکھا ہے ایمان کسی تمام نشود تا ہمہ خلق نزدیک او ہمچناں نماید کہ پشک شتر کسی آدمی کا ایمان اسوقت تک پورا نہیں ہوتا جب تک تمام مخلوق اس کے نزدیک اونٹ کی مینگنیوں کی طرح نہ ہو جائے کیا ان سب کے اندر تمام انبیاء اور آنحضرتؐ داخل نہیں کیا کبھی ان پر آپ اعتراض کرتے ہیں۔ اسی طرح شیخ سعدی شیرازی لکھتے ہیں ؎

چو مرد رہرو اندر راہ حق ثابت قدم گردد ٭ وجود غیر حق در چشم توحیدش عدم گردد

راہ حق کا چلنے والا جب ثابت قدم ہوتا ہے تو اس کی نظر میں غیر حق کا وجود عدم ہو جاتا ہے کیا اس عدم میں وجود انبیاء کا انکار نہیں ہوا۔ شاید آپ انبیاء کو غیر حق نہ کہتے ہو ہاں آپ تو عین حق کہتے ہیں ورنہ انکار بشریت کے کیا معنی پھر لکھتے ہیں۔

شیخ سعدیؒ نے انبیاء کو بت کہا

؎ دل اندر دلارامی باید اے دوست بست ٭ کہ عاجز تر است از صنم ہرچہ ہست ٭ اے یار دل کو خدا کے ساتھ باندھ اسلئے کہ جو کچھ ہے وہ بت سے بھی زیادہ عاجز ہے۔ لیجئے شیخ سعدیؒ تو ان کے بھی چچا نکلے۔ انھوں نے

توسب کو بت بلکہ اس سے بھی بدتر کہدیا اور یہ ظاہر ہے کہ بت چاندی سونا پلاٹینم جواہرات خواہ کسی کا بھی ہو انسان سے بدتر ہے بتوں کے لئے صاف حکم ہے اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ اَنْتُمْ لَهَا وَارِدُوْنَ (انبیاء) تم اور جسے تم پوجتے ہو اللہ کے سوا دوزخ کا ایندھن ہیں جس میں جھونکے جاؤ گے۔

مجدد الف ثانیؒ رسول اللہ کی پرواہ نہیں کرتے حضرت مجدد الف ثانیؒ لکھتے ہیں: پنجہ باپنجہ خدا دارم + من چہ پروائے مصطفیٰ دارم + خدا کے ہاتھ میں ہاتھ رکھتا ہوں مجھے مصطفیٰ کی کیا پرواہ ہے۔ اجی حضرت آداب عرض ہے۔ یہ تو شیخ سعدیؒ کے بھی گرو نکلے انھوں نے آنحضرتؐ کا نام لیکر صاف طور پر بے پروائی کا اظہار کر دیا کیا آپ کے نزدیک جو شخص رسولؐ و رسالت سے بے پرواہ ہو وہ داخل اسلام ہے لے جناب اولاً شیخ نظام الدینؒ اولیا سعدیؒ شیرازی، مجدد الف ثانیؒ پر اعتراض کیجئے اس کے بعد مولوی اسمٰعیل صاحب کا نمبر ہے اب ذرا یہ بھی سن لیجئے کہ آپ کے ہمخیال ایک شاہ صاحب بدایونی اللہ پاک کی شان میں اپنے مذاق طبع کا یوں اظہار فرماتے ہیں ؎ ہیں کیا مانگوں ہوتے تمہارے خدا سے + تمہیں دینے والے ہو دلوانے والے۔ دینے اور دلوانے والے کو ایک کر دیا اب کیا خدائی میں کچھ شک باقی ہے ؎ گو مجازی خدا خدا ہی سہی + ہیں حقیقی خدا معین الدین + کیا کبھی کسی بدایونی بریلوی نے انھیں کافر کہا ہے ؎ اپنا اللہ میاں نے ہند میں نام + رکھ لیا خواجہ معین الدین + تم نے کبھی ان کے خلاف شور مچایا یا انھیں برا کہا۔ تم کیوں کہو گے اسکو کہ اپنی ہی بات ہے + اصل یہ ہے کہ ان باتوں سے دنیا کے کتنے اپنی جرمی دوزخ آتے اور دوزخ میں ٹھکانا بناتے ہیں۔ مولوی اسمٰعیلؒ صاحب نے یہ سارے ڈھونگ کھول دیئے پیٹ کی روٹیاں گئیں جاہل ہشیار ہو گئے اس سے بڑا اور کیا جرم ہو سکتا ہے پھر انکی مخالفت کیوں نہ ہو۔

صوفیوں کے نزدیک وجود حیض ہے اب ذرا پیران طریقت کی جانب متوجہ ہو جئے صوفیہ کا قول ہے الوجود بین العدمین کالطهر المتخلل بین الدمین والطهر المتخلل بین الدمین دم فكذلك الوجود بين العدمين عدم = دو عدموں کے درمیان وجود ایسا ہے جیسا کہ دو حیضوں کے درمیان طہر متخلل اور طہر متخلل دو حیضوں کے درمیان حیض ہے پس ایسا ہی دو عدموں کے درمیان وجود عدم ہے ذرا آنکھیں کھولکر دیکھئے کہ ہر موجود کو حیض کہدیا پھر ہر موجود کو معدوم کہدیا۔ کیا اس عموم کے اندر انبیاء و رسل اور ذات باری تعالیٰ نہیں۔ سیوطیؒ نقایہ میں تصوف کی تعریف لکھتے ہیں تجرید القلب لله تعالىٰ واحتضار ما سواه اللہ کے لئے دلکو خاص کر لینا اور اس کے سوا سے بے پرواہ ہو جانا کیا اس عموم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل نہیں امام رازی تفسیر کبیر میں انداد کی ذیل میں صوفیوں کا قول نقل کرتے ہیں قول الصوفية والعارفين وهو ان كل شئ شغل قلبك به سوى الله فقد جعلته فى قلبك ندا لله صوفیہ اور عارفین کہتے ہیں اللہ کے سوا جس چیز سے تیرا دل مشغول ہو وہی اللہ کا ند (شریک) ہے کیا اس عموم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل نہیں۔

تعریف پیشہ اور مساوات ششم یہ کہ بھنگی چمار نائی نورباف یہ تمام تام صرف پیشوں کے ہیں ان میں کوئی ذات نہیں ہندوؤں میں بیشک یہ لوگ شودر سمجھے جاتے ہیں اسلام میں کوئی تفریق نہیں اسلام نے کوئی ذات پات نہیں بنائی۔ حدیث میں آیا ہے كلكم بنو آدم طف الصاع بالصاع تملؤه ليس لاحد على احد فضل اولاد آدم ہو تم سب کے

سب کسی کو کسی پر فضیلت نہیں آپس میں سب برابر ہو۔ اس میں کوئی کافر و مسلم کی بھی تفریق نہیں زمانہ آنحضرتؐ میں تمام قومیں موجود تھیں جو لوگ مسلمان ہوتے تھے ساتھ نماز پڑھتے تھے ساتھ کھاتے تھے کبھی کسی کو ذلیل نہیں سمجھا گیا بلکہ برابر ایک دوسرے کا جھوٹا کھاتے پیتے تھے۔ ہندوستان کے بڑے شہروں آگرہ۔ دہلی بمبئی وغیرہ میں ہزارہا مسلمان موجود ہیں جو بھنگی کا پیشہ کرتے ہیں۔ عرب میں مسلمان ہی ان پیشوں کو کرتے تھے کیا کسی نے عرب و عراق میں غیر مسلم بھنگی وغیرہ دیکھتے ہیں حدیث میں آیا ہے احل ما اکل العبد کسب ید الصانع اذا نصح اکل حلال ہاتھ کی کمائی ہے جبکہ ایمانداری سے ہو حدیث میں ہے ماکسب الرجل کسبا اطیب من عمل یدہ ہاتھ کی کمائی سے بہتر کوئی کمائی نہیں حدیث میں ہے احل ما اکل الرجل من کسبہ و کل بیع مبرور کسب حلال ہاتھ کی کمائی اور ہر جائز تجارت ہے۔

انبیاءؑ کے پیشے یہی وجہ ہے کہ تمام انبیاء و صحابہ کوئی نہ کوئی پیشہ کرتے تھے قرآن میں حضرت داؤد کے متعلق ہے وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ اَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ (سورۂ سبا) اس کے لئے لوہے کو نرم کر دیا پوری زرہیں بناؤ اندازہ کا خیال رکھو یہ لوہاری کا کام ہوا حضرت نوحؑ کی بابت ہے وَاصْنَعِ الْفُلْكَ کشتی بناؤ یہ بڑھئی کا کام ہوا لیکن مفسرین نے حضرت نوح کا پیشہ کپڑا بننا لکھا ہے۔ حضرت موسیٰؑ کے بارہ میں ہے وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِي اس سے اپنی بکریوں کے لئے پتیاں جھاڑتا ہوں دوسری جگہ ہے يَا اَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِينُ (قصص) اے باپ مزدوری پر رکھ لو مزدور مضبوط امانت دار اچھا ہوتا ہے فَجَاءَتْهُ اِحْدَاهُمَا تَمْشِي عَلَى اسْتِحْيَاءٍ قَالَتْ اِنَّ اَبِي يَدْعُوكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ (قصص) ان میں سے ایک شرماتی ہوئی آئی اور کہا کہ میرا باپ تمہیں بلاتا ہے تاکہ تمہارے پانی پلانے کی اجرت دے قَالَ اِنِّي اُرِيدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ عَلٰى اَنْ تَاْجُرَنِي ثَمَانِيَ حِجَجٍ (قصص) کہا میں اپنی ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک کا نکاح تم سے کرتا ہوں بشرطیکہ تم آٹھ سال میری مزدوری کرو۔ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ اور اگر تم چاہو تو دس سال قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ کہا میرا تمہارا عہد ہو چکا ان دونوں میں جونسی بھی پوری کردوں چنانچہ اسی مزدوری کے عوض حضرت موسیٰؑ کا نکاح حضرت صفورا سے ہوا اور حضرت موسیٰ حضرت صفورا کو لیکر چلے تو نبوت ملی۔ بکریاں تو اکثر انبیاء نے اور آنحضرتؐ نے بھی چرائی ہیں حضرت خاتم النبینؐ نے حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے مال سے مزدوری یا شرکت نافع پر تجارت فرمائی ہے۔ یہ دونوں پیشے تمام کتب سیر میں موجود ہیں حضرت ادریسؑ کپڑے سیتے اور کتابت کرتے تھے حضرت ابراہیمؑ و حضرت ذکریاؑ کپڑا بیچا کرتے تھے حضرت ذکریا کی نسبت مسلم میں ایک حدیث ہے فرمایا نبی علیہ السلام نے کان ذکریا نجارا ذکریا بڑھئی تھے حضرت داؤد کے متعلق بخاری میں ہے لایاکل الا بعمل یدیہ اپنے ہاتھوں سے کام کرکے کھاتے تھے۔

صحابہؓ وائمہ کے پیشے علامہ کمال الدین دمیری محدث صاحب حیواۃ الحیوان نے ایک فہرست بحوالہ لصائر القدماء لکھی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عثمانؓ طلحہؓ عبدالرحمٰنؓ بن عوف کپڑا بیچا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ لوگوں کا مال بکواتے اور تجارت کرتے تھے۔ سعد بن ابی وقاصؓ نیزوں کی بھالیں بناتے تھے ولید بن مغیرہ اور ابوالعاص لوہے کا کام کرتے تھے۔ عقبہ بن ابی معیط (قبل اسلام) کلال تھے۔ ابوسفیان بن حرب روغن سیاہ کی تجارت کرتے تھے۔ عبداللہ بن جدعان لونڈیاں بیچتے تھے

نضر بن حارث عود اور چھڑیاں بیچتے تھے حکم بن ابو العاص حارث بن عمر ضحاک بن قیس فہری ابن سیرین بکروں کو خصی کیا کرتے تھے۔ عاص بن وائل جانوروں کا علاج کرتے تھے۔ عمرو بن العاص، زبیر بن عوام ابو حنیفہ جانور ذبح کرکے گوشت بیچا کرتے تھے۔ عثمان بن طلحہ کپڑے سیا کرتے تھے۔ قیس بن مخرمہ مالک بن دینار کاغذ بناتے تھے مہلب بن ابی صفرہ باغبانی کرتے تھے۔ قتیبہ ابن مسلم جنھوں نے بلاد عجم کو ماوراء النہر تک فتح کیا تھا حمالی کرتے تھے۔ سفیان بن عیینہ معلم تھے امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کی نسبت فتاوی برہنہ میں لکھا ہے حرفت وی خزازی بود وے را کارخانہ بود بزرگ دراں خزازی می کرد۔ انکا ایک بڑا کارخانہ ریشمین کپڑا بننے کا تھا اس میں کپڑا بُنا کرتے تھے۔ جیسا آجکل بنارس اعظم گڈھ بھاگلپور میں بُنا جاتا ہے۔ شیخ ابن طاہر مجمع البحار میں لکھتے ہیں وکان خزازا یبیع الخز ریشمی کپڑے بیچا کرتے تھے۔ تاریخ منوال میں لکھا ہے حضرت ابو ایوب انصاری امام ابو بکر محمد بن بشار (امام بخاری و مسلم کے استاد) ناصح بن عبد اللہ کوفی صوفی فرقد سبخی تابعی حضرت انس کے شاگرد اسمعیل مفتی کپڑا بنا کرتے تھے۔ امام غزالی نے سکندر ذو القرنین کو نورباف کی اولاد لکھا ہے۔ خواجہ بہاء الدین اور ان کے والد شیخ مومن کپڑا بنا کرتے تھے جیسا کہ خود شیخ مومن نے لکھا ہے سفینۃ الاولیاء میں ہے امام احمد بن محمد بن احمد بن عمر بن میمون سلمی کپڑا بنتے تھے حمید بن الربیع اللخمی، محمد بن حسان کوفی یزید بن سنان قرشی بصری۔ عبس بن میمون۔ زیاد بن غراط تیمی۔ فضل بن عنبسہ محدث ریشمی کپڑا بنتے تھے۔ ابوبکر نساج عبد الحکیم سیالکوٹی عبد القدوس گنگوہی نورباف تھے۔ تفسیر ابن کثیر و ابن جریر میں لکھا ہے حضرت خضر نے جن یتیم بچوں کی دیوار بنائی تھی وہ نورباف تھے۔ کتب سیر میں حضرت آدم حضرت شیث حضرت ادریس کو حائک نورباف لکھا ہے کیا آپ ان تمام انبیاء و صحابہ کو ذلیل جانتے ہیں؟ نہیں تو مولوی اسمعیل صاحب پر کیوں اعتراض ہے۔ احکام اسلام میں تو آقا و غلام مساوی ہیں کیا عزیز مصر کے ہاتھ بک کر یوسف علیہ السلام ذلیل ہو گئے۔ حضرت خاتم الرسل نے اپنی پھوپی زاد بہن کا نکاح اپنے آزاد شدہ غلام حضرت زید کے ساتھ کیا تھا آپ کی نظروں میں حضرت زید یا یہ فعل رسول برا تھا۔ اسد الغابہ میں بروایت یزید بن عمر معافری ایک حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس معافر کا بنا ہوا کپڑا آیا تو ابو سفیان نے اس کپڑے اور بننے والے کو برا کہا آنحضرت نے فرمایا انھیں برا نہ کہو وہ میرے ہیں اور میں انکا ہوں ایک حدیث میں آیا ہے۔ یا اباالدرداء طف الصاع بالصاع لیس لابن البیضاء علی ابن السوداء فضل او کلکم بنو آدم و آدم من تراب کسی کو کسی پر فضیلت نہیں سب برابر ہیں اور سب آدم کے بیٹے ہیں اور آدم مٹی سے پیدا ہیں یہاں تو کفر و اسلام کی بھی تفریق نہیں فرمائی۔ سعدی نے سچ کہا ہے ؎

بنی آدم اعضاے یکدیگر اند ٭ کہ در آفرینش زیک جوہر اند

اب رہا صرف جوتہ بنانا تو آج راجپوتانہ مالوہ اور اودہ میں ہزارہا مسلمان جوتہ ہی بناتے ہیں اور اب تو نئی تعلیم نئی روشنی نئی تہذیب میں ہر جگہ فیکٹریاں ہیں ان میں لاکھوں مسلمان جوتہ بناتے ہیں بڑے بڑے مدعیان شرافت بڑے بڑے حسیب و نسیب شیخ سید مغل پٹھان محض جوتہ ہی بنانے کی غرض سے یورپ جاتے ہیں اور جوتہ بناتے ہیں اب رہا یہ امر کہ ٹوٹا ہوا جوتہ سینا تو پہلے یہ سمجھ لیجیے کہ جوتہ بطور خود کوئی ناپاک نہیں ورنہ آپ کا پاؤں بھی ناپاک رہیگا جوتہ پہنکر نماز درست ہے ہاں اگر جوتہ میں نجاست لگی ہو تو موافق حکم حدیث جوتہ کو زمین سے رگڑ ڈالئے پاک ہو گیا ورنہ امیر کابل جرنل کرنل لاٹ پادری کمشنر گورنر وغیرہ

کو جوتہ پہنکر مساجد میں آپ کیوں جانے دیتے ہیں۔

پیشہ یا کام عیب نہیں پھر یہ سنئے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا تمام کام خود کرتے تھے مثلاً کپڑوں میں پیوند لگانا۔ دودھ دوہنا۔ بازار سے سودا لانا، ڈول ٹانکنا، جانوروں کو باندھنا چارہ ڈالنا۔ اونٹوں کو تیل ملنا بکریوں کو داغنا، مکان کی مرمت، اپنے غلام کے ساتھ آٹا گوندھنا تعمیر خانہ کعبہ و مسجد نبوی میں دوش مبارک پر پتھر اٹھانا زمین کھودنا دوسروں کے گھر جا کر ان کے جانور دوہنا، اپنے کافر مہمانوں کی مہمانداری خود کرنا جنگل سے لکڑیاں لانا اپنے ٹوٹے ہوئے جوتہ کو خود سینا یہ ایسی باتیں ہیں جن سے کتب سیر و احادیث بھری ہوئی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگل سے لکڑیاں لائے زرقانی میں بحوالہ محب طبری ایک حدیث ہے انہ علیہ الصلوۃ والسلام کان فی سفر وامر اصحابہ باصلاح شاۃ فقال رجل یارسول اللہ علی ذبحھا وقال اٰخر علی سلخھا وقال اٰخر علی طبخھا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی جمع الحطب فقالوا یارسول اللہ نکفیک العمل فقال قد علمت انکم تکفونی ولکن اکرہ ان اتمیز علیکم فان اللہ یکرہ من عبدہ ان یراہ متمیزا بین اصحابہ آپ ایک سفر میں تھے بکری ذبح کرنیکی صلاح ہوئی ایکنے کہا میں ذبح کرونگا ایک نے کہا میں کھال اتاروں گا ایکنے کہا میں پکاؤں گا آپ نے فرمایا میں لکڑیاں جمع کرونگا لوگوں نے کہا اس کی کیا ضرورت ہے آپ کا کام بھی ہم کریں گے آپ نے فرمایا کہ بیشک تم کرلوگے لیکن میں فوقیت کو پسند نہیں کرسکتا جو بندہ اپنے اصحاب میں تفوق برتتا ہے اللہ اسے ناپسند کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود جوتہ درست کیا۔ زرقانی میں بحوالہ خیر تمثال النعل شریف ایک حدیث ہے قال کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الطواف فانقطعت شسعتہ فقلت یارسول اللہ ناولنی اصلحہ فقال ھذہ اثرۃ ولا احب الاثرۃ۔ میں طواف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ کے جوتہ کا تسمہ ٹوٹ گیا میں نے کہا مجھے دیدیجئے درست کردوں آپ نے فرمایا یہ تفوق ہے اور میں تفوق کو پسند نہیں کرتا ترمذی میں ہے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخصف نعلہ ویخیط ثوبہ ویعمل فی بیتہ کما یعمل احدکم فی بیتہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم اپنا جوتہ گانٹھتے تھے اور کپڑے کو سی لیتے تھے اور اپنے گھر میں ایسے ہی سب کام کرتے تھے جیسے تم لوگ اپنے گھر میں کرتے ہو۔ مسند احمد بن حنبل میں بروایت حضرت عائشہؓ ایک حدیث ہے اس کا ٹکڑا ہے ویخصف نعلہ اپنے جوتوں میں پیوند لگاتے تھے آپ نے دیکھا کہ آنحضرت اپنے اور دوسروں کے تمام کام کرتے تھے اسی طرح کوئی شخص کسی کا جوتہ سی دے تو کیا عیب ہے؟ آپ خود روزانہ استنجا کرتے ہیں اپنا پاخانہ دہوتے ہیں آپ کی عورتیں روزانہ اپنے بچوں کے کپڑے صاف کرتی ہیں جب کوئی عزیز مریض ہوتا ہے تو ان کا پاخانہ پیشاب آپ ہی اٹھاتی ہیں۔ اب رہی یہ بات کہ چمار غیر مسلم ہیں تو اسلام میں بھنگی چمار ویش ٹھاکر برہمن بلحاظ بشریت برابر ہیں یہ تو ہندوستانیت ہے کہ چمار کو ذلیل جانیں اور برہمن کو شریف۔ آج آپ کو کوئی ٹھاکر صاحب کنور صاحب راجہ مہاراجہ کہے تو برا نہ مانیں بلکہ نام کے ساتھ فخریہ لکھیں۔ زمانہ آنحضرتؐ میں کافر ہی مسلمان ہوتے تھے وہ ذلیل نہ سمجھے گئے کیا آج کوئی مسلمان ہوجائے تو وہ ذلیل سمجھا جائے گا۔ کانپور کا چمار جس کے یہاں بہت سے انگریز اور مسلمان نوکر ہیں اسکو لوگ سلام کرتے ہیں وہ ذلیل نہیں سمجھا جاتا کسی زمانے میں انگلستان کے وزیر اعظم لائڈ جارج تھے ان کے چچا